سیرۃ

حضرت انس بن مالک رض

از

نظام الدین مغربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرۃ خادم رسول اللہ صلعم

حضرت انس بن مالک انصاری رضہ

از

سید غلام محمد نظام الدین مغربی

لکچرار و صدر شعبہ تاریخ

اردو آرٹس کالج حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

سابق فیلو استانبول یونیورسٹی (ترکی)

شائع کردہ

حضرت ابوھریرہ رضہ اکیڈیمی

106-9-5 ، بیت المدینہ ، باغ عام روڈ ، حیدرآباد ۔ ا

یکم جنوری ۱۹۸۲ء

قیمت دو روپے سکہ ھند

سنڈیکیٹ پریس ، ستہ بازار ، حیدرآباد ۔

کتابت محمد شریف الحسن

معہ ینال سعیدی

نصف ڈالر امریکی

معروضہ

حضرت بی بی غمیصا بنت ملحان رضہ نے حضور رحمۃ للعٰلمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے صاحبزادے حضرت انس بن مالک رضہ کو بطور نذر پیش کیا تھا اور حضور صلعم نے اس ہدیہ کو قبول فرمایا تھا۔

آج یہ ذلیل و کم ترین اپنے سردار حضرت انس بن مالک رضہ کے حالات پر مشتمل تالیف آقائے نامدار شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی خدمت میں نذر گزرانے کی بہ ہزاران عجز و نیاز جرأت کرتا ہے۔

آقا ۔۔۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف!

(اللّٰھم صل علیٰ محمد و آلہ و اصحابہ و سلم)

غلام محمد نظام الدین مغربی

دیباچہ

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

سیدنا انس بن مالکؓ ان اہم اصحابِ رسولِ کریمؐ میں ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال سے اسلام اور رسولِ کریمؐ کی خدمت انجام دی اور ایسے دور میں انجام دی جب کہ اسلام کو اس کی شدید ضرورت تھی۔ اس خدمت گزاری میں حضرت انسؓ کے والدین، چچا، ماموں اور خالہ وغیرہ سارے افرادِ خاندان پیش پیش تھے۔ ان بزرگوں کے حالات کا مطالعہ ہماری کمزور ایمانی کیفیت میں نئی جان ڈالتا ہے۔

عہدِ حاضر میں ایمانی انحطاط کے سبب ہم نے اصحابِ رسولِ کریمؐ کے ذکر کو کم کر دیا اور غیر اہم یا کم اہم شخصیتوں کا ذکر بڑھا دیا ہے۔ جس کے سبب نوجوان نسل نہ صرف ان بزرگوں کے حالات سے ناواقف ہو گئی ہے بلکہ ان محسنوں کے نام سے بھی واقف نہیں۔ جن کی خدمات کے نتیجہ میں خود آج ہمارا وجود ہے۔ نوجوان نسل تو دور کی بات ہے قائدین اور مقررینِ دین بھی اصحابِ عشرہ مبشرہؓ یا امہات المومنینؓ کے نام گن نہیں سکتے۔

اسی لئے میں عرصہ دراز سے اصحابِ نبی کریمؐ کی سیرۃ مختصر کتابچوں کی شکل میں تیار کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہا تھا۔ میرے بزرگ دوست مولانا محمود پاشاہ قادری تخت نشین جو جمعیۃ العلماء آندھرا پردیش کے صدر بھی ہیں مجھے مسلسل اس مسئلہ پر متوجہ کرتے رہے۔ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ میں جب کہ حضرت انس بن مالکؓ کی وفات کو تیرہ سو سال مکمل ہوئے تھے انہوں نے روضۂ حضرت حبیب اللہ قادری تخت نشینؒ واقع محلہ کاروان حیدرآباد میں عظیم الشان پیمانے پر "یوم انس بن مالکؓ" منا کر ذکرِ اصحابِ رسولؐ جاری کیا تھا آپ کی سرپرستی میں جمعیۃ اکیڈیمی بھی ایسے ہی یوم مناتی رہی ہے لیکن طباعتی کام کا آغاز نہ ہو سکا تھا۔ اب الحمد للہ مولانائے موصوف کی اور عالی جناب سید خلیل اللہ حسینی صدر کل ہند مجلس تعمیر ملت کی ہمت افزائی میں اس کام کو شروع کرنے کی سعادت حاصل کیا ہوں۔ میں اس بات کا موید نہیں ہوں کہ صحابہؓ سے ہٹ کر جن شخصیتوں کا ذکر زبان یا قلم سے جاری ہے روک دیا جائے بلکہ دونوں بھی جاری رہیں۔ چنانچہ حیدرآباد کے چند نوجوانوں نے خدمت گزارانِ اسلام کے حالات شائع کرنے کے لئے ایک علمی ادارہ ابوھریرہؓ اکیڈیمی کے نام سے قائم کیا ہے اور اس بات کا عزم کیا ہے کہ تاریخِ اسلام اور سیرۃ اکابرینِ اسلام پر ہر ماہ دو وہ ایک رسالہ شائع کریں۔ بشرطیکہ کچھ قدردان ہماری سرپرستی کرنے تیار ہوں۔ الحمد للہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن فروخت ہو چکا ہے اور اس وقت دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔

11-5-54. RED HILLS, HYD.
500004. A.P.
INDIA.

غلام محمد نظام الدین مغربی

شجرہ خاندان بنو نجار مدنی

- حضرت نجار
  - مالک
    - عمرو
    - عدی
    - زید مناۃ
      - عمرو
        - حرام
        - اسود
        - سہیل
        - ابو طلحہ زید
      - عدی
        - مالک
          - عبادہ
            - والدہ ابو طلحہ
          - ملیکتہ
            - والدہ ام سُلیم
  - عدی
    - غنم
    - عامر
    - جندب
    - حرام
    - عمرو زید
      - حضرت ضمضم
        - حضرت نضر
          - حضرت انس بن نضر
          - مالک
      - حضرت خالد
        - حضرت ملحان
          - حضرت ام سلیم غمیصا
      - حضرت سلمیٰ زوجہ ہاشم بن عبد مناف
        - حضرت عبد المطلب
          - حضرت عبد اللہ
            - حضور رسول کریمؐ

حضرت انس بن مالک رضؓ (والد: مالک، والدہ: حضرت ام سلیم غمیصا)

حضرت اَنَس بن مالک رضؓ کی پیدائش ۳ سنہ نبوی م ۶۱۲ء میں شہر مدینہ میں ہوئی جو اس وقت یثرب کہلاتا تھا۔ آپ کا تعلق یثرب کے دو طاقتور قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو نجار سے تھا۔ آپ کے والد حضرت مالک بن نضر کو اس بات کا فخر حاصل تھا کہ وہ رسول کریمؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے حقیقی ماموں ضمضم بن زید کے پوتے تھے۔ حضرت اَنَس رضؓ کی والدہ بی بی اُمِ سُلَیم غُمیصا بنت ملحان بھی حضرت عبدالمطلب کے دوسرے ماموں خالد بن زید کی پوتی تھیں۔ رسول کریمؐ کے پردادا حضرت ہاشم بن عبد مناف نے قبیلہ بنو نجار کی ایک معزز خاتون بی بی سلمیٰ بنت زید سے شادی کی تھی اور حضرت عبدالمطلب یثرب میں پیدا ہوئے اور بچپن اسی شہر میں اپنے نانہیال میں گزارا تھا۔ حضرت اَنَس رضؓ کے نانا ملحان بن خالد اور دادا نضر بن ضمضم دونوں کے دونوں حضرت عبدالمطلب کے ماموں زاد بھائی تھے۔ اس طرح بی بی اُمِ سُلَیم غُمیصا رضؓ رسول کریمؐ کی پھوپھی ہوتی تھیں۔ چونکہ یہ رشتہ حضرت عبدالمطلب کے نانہیال کا رشتہ تھا اسی لیے بی بی اُمِ سُلَیم رضؓ رسول کریمؐ کی خالہ مشہور ہو گئی تھیں یہ بھی ایک حقیقت
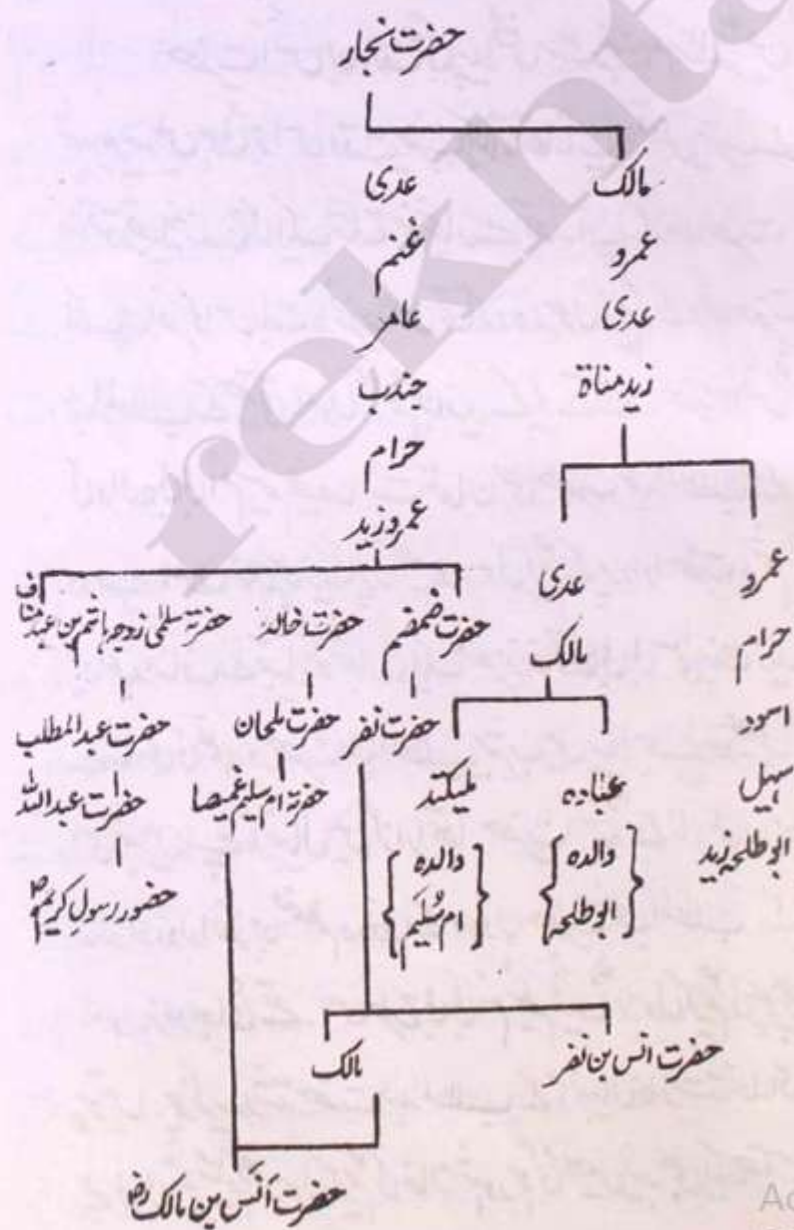
ہے کہ بی بی اُم سُلیم رضؓ کو حضور نبی کریم ﷺ سے اُس وقت تک ملاقات کا کوئی
موقع حاصل نہیں ہوا تھا جب تک کہ حضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ
تشریف نہیں لائے۔ اس کے باوجود اُم سُلیم رضؓ نے اس وقت ہی اسلام
قبول کر لیا جب کہ حضور ابھی مکہ ہی میں مقیم تھے۔ اس طرح انہوں نے
رسول کریم ﷺ کو بغیر دیکھے اللہ کا رسول تسلیم کیا اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا
حالانکہ اس زمانے میں مکہ کے لوگ رسول کریم ﷺ کی ساری عظمت، بزرگی،
نیکی شرافت اور آپ ﷺ کے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ ﷺ کی نبوت
کا انکار کر رہے تھے۔

جس وقت بی بی اُم سُلیم رضؓ نے اسلام قبول کیا ان دنوں حضرت
مصعب بن عمیر رضؓ جو بعد میں رسول کریم ﷺ کے ہم زلف (یعنی سالی کے
شوہر) بھی ہوئے مدینہ میں رسول کریم ﷺ کے سرکاری نمائندے کی
حیثیت میں مقیم تھے اور مدینہ والوں کو اسلام کی دعوت دے رہے
تھے۔ اُم سُلیم رضؓ کا اسلام قبول کر کے اپنا سابقہ مذہب چھوڑ دینا آپ
کے شوہر مالک بن نضر کو جو حضرت انس رضؓ کے والد تھے پسند نہ آیا وہ
اپنی بیوی سے سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنے نو سالہ معصوم صاحبزادے
حضرت انس رضؓ کو بھی بے یار و مددگار چھوڑ کر شام چلے گئے جہاں کچھ

عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

بی بی اُم سُلیم رضؓ کے اس طرح بے سہارا اور بے شوہر ہو جانے
پر قبیلہ بنو نجار کی ایک ذیلی شاخ بنو عمرو بن عوف کے ایک نوجوان
ابو طلحہ زید بن سہیل نے جن کی عمر صرف بیس سال تھی اور رشتہ
میں بی بی اُم سُلیم رضؓ کے حقیقی خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ نکاح کا پیام
دیا۔ لیکن وہ بھی مسلمان نہ تھے۔ وہ اعلیٰ پایہ کے شاعر بہترین تیر
انداز اور ماہر شکاری تھے۔ ان کے ایک شعر سے ان کے ذوق
کا پتہ چلتا ہے۔

أَنَا أَبُو طَلْحَةَ وَاسْمِي زَيْدٌ   وَكُلَّ يَوْمٍ فِي سِلَاحِي صَيْدٌ

میں ابو طلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے   ہر روز میرا ہتھیار شکار کرتا ہے

اُم سُلیم رضؓ نے ان سے شادی کے لیے شرط عائد کی وہ اسلام
قبول کر لیں اور اطلاع دی کہ وہ ایک مسلمان ہیں اور غیر مسلم کی بیوی
نہیں بن سکتیں۔ چنانچہ جب حضرت ابو طلحہ زید رضؓ نے اسلام قبول کیا
اور کلمہ طیبہ کی تلاوت کر کے اپنے مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا تب
اُم سُلیم رضؓ نے شادی کے لیے رضامندی ظاہر کی اور کمسن انس بن مالک رضؓ کی
نگرانی میں نکاح کی رسم انجام پائی اور مہر صرف قبولیت اسلام قرار پایا۔

اس کے بعد بی بی اُم سُلیم غمیصاؓ اپنے صاحبزادے حضرت انسؓ کو ساتھ لے کر حضرت ابو طلحہؓ کے گھر منتقل ہو گئیں اور دونوں میاں بیوی اسلامی زندگی گزارنے لگے۔ حضرت انسؓ کو باقاعدہ طور پر اسلام قبول کرنے کا موقعہ نہیں ملا بلکہ ان کی کم سن شخصیت نیک والدہ کے آغوش اور نیک سوتیلے والد کے گھر میں اس طرح پروان چڑھی اور تربیت پائی کہ اسلام ان کے شعور اور کردار میں اچھی طرح جم گیا۔ حضرت ابو طلحہؓ اس وقت مدینہ میں ایک کلب چلاتے تھے جہاں شوقین افراد شراب نوشی کے لیے آیا کرتے حضرت انسؓ کو بچپن میں اپنے والد کے اس کلب میں کام کرنا پڑا جہاں وہ گاہکوں کو شراب پلانے کی خدمت انجام دیتے اور حضرت ابو طلحہؓ کے کاروبار میں مدد دیتے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ رسول کریمؐ ابھی مدینہ تشریف نہیں لائے تھے اور شراب پینا یا فروخت کرنا منع نہیں کیا گیا تھا۔

اسی زمانے میں شہریانِ یثرب (مدینہ) کی جانب سے فیصلہ کیا گیا کہ رسول کریمؐ کو مکہ سے یثرب بلا لیا جائے۔ آپؐ کو دعوت دینے ستر سے زائد افراد پر مشتمل ایک وفد مکہ گیا۔ اس وفد میں حضرت ابو طلحہؓ بھی شریک تھے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ کو مکہ جانے اور رسول کریمؐ کو یثرب آنے کی دعوت دینے کی ترغیب بھی بی بی اُم سُلیمؓ نے دی ہو۔ چنانچہ یہ وفد جب مکہ پہنچ کر رسول کریمؐ سے

ملاقات کیا تو اس وفد کے اور رسول کریمؐ کے درمیان ایک خاص معاہدہ طے پایا جسے "بیعت عقبہ ثانی" (یعنی گھاٹی کا دوسرا عہد نامہ) کہتے ہیں۔ اس عہد نامہ کے بعد رسول کریمؐ نے ان ستر اصحابؓ میں سے بارہ اصحابؓ کو اپنے اپنے قبائل کا نقیب مقرر کیا۔ نقیب سے مراد عوام کا خصوصی نمائندہ جو ایک طرف اپنے قبیلے کے عوام کے حقوق کی حفاظت کرے تو دوسری طرف حکومت میں ان کی طرف سے نمائندگی کرے۔ گویا یہ نقیب اس دور کے ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ بھی ان بارہ میں سے ایک تھے لیکن مورخ ابن سعد نے آپ کا نام نقیبوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔

اس بیعت کے تین ماہ بعد ۶۲۲ء میں رسول کریمؐ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جس وقت مدینہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ رسول کریمؐ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو مدینہ کے دیگر مسلمانوں کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ کے گھر والے بھی بے چینی کے ساتھ رسول کریمؐ کا انتظار کر رہے تھے۔

ہمہ آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ در کف   بہ امید آن کہ شکا خواہی آمد

(جنگل کے سارے ہرن اپنے سر ہتھیلی میں لیے ٹھہرے ہیں۔ ہم کو اسی دن کا انتظار تھا کہ آپؐ ہمارا شکار کرنے آئیں)

جس وقت سواریِ مبارک شہر کے ابتدائی سرے پر نمودار ہوئی تو قبیلہ

بنو نجار کے نوجوانوں نے ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر گارڈ آف آنر پیش کیا
خواتین شہر استقبالیہ اشعار گانے لگیں اور شہر کی چھوٹی بچیاں دف بجاتی ہوئی
رقص کرتی گا رہی تھیں۔

جس وقت حضورؐ مضافات مدینہ میں نمودار ہوئے تو مدینہ کی گلیوں
میں جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ (رسول اللہؐ آ گئے آ گئے) کے نعرے بلند
کرنے والے لڑکوں میں حضرت انسؓ بھی شامل تھے اور مدینہ میں حضورؐ کا سب
سے پہلے نظارہ کر کے صحابیت کا درجہ پانے والوں میں بھی حضرت انسؓ پیش
پیش تھے۔

سلطان خوباں آمد نہ ہر سو ہجوم عاشقاں — چابک سواراں یک طرف مسکیں گدایاں یک طرف

(حسینوں کے سلطان کی آمد ہے اور ہر طرف عاشقوں کا ہجوم ہے تیز رفتار سوار ایک طرف
ہیں تو غریب فقیروں کا غول ایک طرف)

حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ جب رسول کریمؐ مدینہ میں داخل ہوئے تو
مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جب آپؐ کی وفات ہوئی تو ہر چیز تاریک ہو گئی۔

حضورؐ کے مدینہ تشریف لانے پر انصار کی طرف سے متعدد تحائف پیش
کئے گئے۔ بی بی ام سلیمؓ نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر اپنے لخت جگر حضرت انسؓ
کو حضورؐ کیلئے بطور تحفہ پیش کیا۔ یہ ایسا انوکھا تحفہ تھا کہ بی بی ام سلیمؓ اور حضرت

انسؓ کو دیگر اصحابؓ انصار میں ممتاز کرتا ہے۔ بی بی ام سلیمؓ نے حضورؐ سے
عرض کیا "یا رسول اللہؐ آپ اس لڑکے کو اپنی خدمت میں رکھیں یہ آپؐ کی
خدمت کرے گا یہ لکھنا بھی جانتا ہے" اس طرح حضرت انسؓ رسول کریمؐ
کے خاص خادم بن گئے اور تقریباً دس سال تک آپکی ملازمت کرتے رہے۔ اور
اس ملازمت پر حضرت انسؓ کو ساری زندگی ناز رہا۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہوتی
ہے کہ حضرت انسؓ کو ابتدائی عمر میں ہی لکھنا پڑھنا سکھایا گیا تھا۔

حضرت انسؓ کی ملازمت کا طریقہ یہ تھا کہ فجر سے بہت پہلے نیند سے
بیدار ہوتے اور رات کی تاریکی میں گھر سے نکل کر شہر کا طویل فاصلہ طے کر کے
حضورؐ کے مکان تشریف لاتے حضورؐ کو نیند سے جگاتے آپ کے وضو کیلئے
پانی لے آتے اور دوپہر تک آپؐ کے گھر کا کام کاج کرتے اور دوپہر میں گھر
جاتے (غالباً کھانا کھانے جاتے) اور پھر کچھ ہی دیر بعد دوبارہ رسول کریمؐ
کے مکان پر واپس آتے عصر تک کام کرتے اور مسجد نبویؐ میں عصر پڑھ کر
گھر واپس ہو جاتے۔ حضرت انسؓ کے معمولات میں وقت کی پابندی کا
یہ حال تھا کہ آپؓ کے راستے میں کچھ لوگ ایک مقام پر جمع ہوا کرتے اور
جب حضرت انسؓ وہاں سے گزرتے تو آپ کو دیکھ کر نمازی نماز عصر کا وقت
پہچانتے اور عصر کی نماز ادا کرتے۔ مقررہ اوقات کے علاوہ بھی فرصت کے وقت

میں رسول کریم ﷺ کی خدمت گذاری کے لیئے تیار رہتے۔ باوجود کم عمر ہونے کے
حضور ﷺ کے ساتھ جنگوں اور سفر میں شریک رہتے حضور ﷺ کبھی روزہ کا ارادہ فرماتے
تو سحر کے طعام کا انتظام کرتے۔ پردہ کا حکم نازل ہونے سے قبل آپ حضور ﷺ
کے مکان میں بلا روک ٹوک آیا جایا کرتے یعنی امہات المومنین اور صاحبزادیاں
رسول کریم ﷺ سب آپ سے اس وقت تک بے پردہ تھیں اور آپ سب کا کام
اور حکم بجالاتے۔

رسول کریم ﷺ کو حضرت انس بن مالک رض سے خاص محبت تھی۔ حضرت
انس رض کی خدمت گزاری سے خوش ہو کر لاڈ سے کبھی انیس اور کبھی بیٹا کہہ کر بھی
مخاطب فرماتے اور ازراہ مہربانی حضرت انس رض کے مکان پر تشریف لے جا کر
کبھی دوپہر کے وقت آرام فرماتے۔ حضرت انس رض کی والدہ بی بی ام سُلیم رض نے حضور ﷺ
کے لیئے ایک خصوصی بستر تیار کیا تھا جب حضور ﷺ بیدار ہو کر تشریف لے جاتے تو
وہ اس بستر کو لپیٹ کر محفوظ فرماتیں حضور ﷺ کے بیدار ہونے پر ام سُلیم رض آپ ﷺ
کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتی اور ٹوٹے ہوئے بال بھی محفوظ کر لیتیں حضور ﷺ
نبی کریم ﷺ کی خاندان انس رض پر اس قدر مہربانی تھی کہ آپ وہاں جا کر خواہش سے
کھانے پینے کی چیزیں طلب کر کے تناول فرماتے اور ان لوگوں کے لئے دعا کرتے
(یہ رسول کریم ﷺ کی بار بار دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ حضرت انس بن مالک نے سو سالی

کے قریب عمر پائی، ایک سو کے قریب اولادیں اور کثیر دولت وجائیداد پائی)
ہجرت کے بعد رسول کریم ﷺ نے مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے لیئے جگہ کا انتخاب
کیا تو یہ جگہ بھی حضرت انس رض کے قبیلہ بنو نجار کی زمین تھی جہاں آج تک
رسول کریم ﷺ آرام فرما ہیں۔ مکہ سے لٹے پٹے آئے ہوئے مسلمانوں کی بازآباد
کاری کے لیئے حضور ﷺ نے "عقد مواخاۃ" قائم کیا یعنی ایک مکی مسلمان
کو ایک، ایک مدنی مسلمان کا بھائی بنادیا تو اس کا جلسہ حضرت انس رض بن مالک
ہی کے مکان میں منعقد کیا گیا۔ حضرت ابو طلحہ رض کا بھائی حضرت ارقم بن ابی
الارقم مخزومی کو بنایا گیا تھا۔

حضور ﷺ اپنے اس چھوٹے سے خدمتگار کے ساتھ مذاق بھی کیا کرتے تاکہ
ان کی دل بہلائی ہو خوش مذاقی کیلئے کبھی ابو حمزہ کے لقب سے مخاطب فرماتے
(حمزہ ایک قسم کی بھاجی تھی جو مدینہ میں اگتی تھی اور حضرت انس رض پکوان کے
لیئے یہ بھاجی توڑ لاتے) لیکن خود انھیں یہ بھاجی پسند نہ تھی۔ اسی بھاجی کی
مناسبت سے حضور ﷺ ان کو ابو حمزہ کہتے اسی طرح کبھی یا ذاالاذنین یعنی اے
دو کان رکھنے والے کے لقب سے مخاطب کرتے حضرت انس رض کے چھوٹے بھائی
ابو عُمیر تھے ان کے ساتھ بھی حضور ﷺ دل بہلائی کی گفتگو کرتے انہوں نے ایک بلبل
پال رکھا تھا۔ اتفاق سے وہ بلبل مرگیا تو آپ ﷺ ان سے دریافت کرتے اَبا عُمیر

ما فُعِلَ النُّغَیر" (اے ابو عمیر تم نے بلبل کیا کیا ۔۔۔؟)

حضرت انسؓ جو حضورﷺ کی خدمت گزاری کے دنوں میں گیارہ بارہ سالہ بچے تھے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ کھیل کود سے محروم ہو کر حضورﷺ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے ان کے ہم عمر دوستوں میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ اور حضرت براءؓ وغیرہ تھے۔ حضرت انسؓ کی بچکانہ طبیعت کبھی راستے سے آتے جاتے ساتھیوں کے کھیل دیکھ کر مچل جاتی اور وہ ان کا کھیل دیکھنے میں مصروف ہو جاتے ایسے وقت حضورﷺ نبی کریم ان کی تلاش میں نکلتے اور بے حد نرمی سے سمجھا بجھا کر انھیں اپنے کام پر روانہ فرماتے حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نو سال رسول اللہﷺ کی خدمت میں رہا لیکن آپﷺ نے کبھی مجھ سے نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام برا کیا یعنی (مجھ پر کبھی غصہ نہیں کیا) حضورﷺ جب ان بچوں کے مجمع میں تشریف لاتے تو پہل کر کے بچوں کو خود سلام کرتے۔ حضورﷺ کی اس سنت کو دیکھتے ہوئے جب حضرت انس بن مالکؓ بڑے ہوئے تو آپ بھی اپنے دور کے بچوں کو پہل کر کے سلام کیا کرتے ایک بار حضرت انسؓ حضورﷺ کے کاموں سے فارغ ہو کر گھر روانہ ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور راستے میں لڑکے کھیل رہے تھے وہ بھی کھیل دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ حضورﷺ کا ادھر سے گزر ہوا آپﷺ نے حضرت انسؓ کو کسی خاص کام پر روانہ فرمایا اور جتایا کہ اس کا تذکرہ

کسی سے نہ کرنا چنانچہ جب حضرت انسؓ حضورﷺ کے کام سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو والدہ دیر سے آنے پر غصہ ہوتے بیٹھی تھیں جب حضرت انسؓ سے دیر سے آنے کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضورﷺ نے کام پر بھیجا تھا اسی لئے دیر ہوئی (ماں نے سمجھا کہ بچہ راستے میں کھیلتا رہا ہو گا اور بہانہ کرتا ہے) اسی لئے پوچھا کہ کیا کام پر بھیجا تھا تو حضرت انسؓ نے ماں کو جواب دیا کہ حضورﷺ نے کسی سے کہنے سے منع کیا ہے۔ تو اس نیک ماں نے تاکید کی اگر حضورﷺ نے اس طرح فرمایا ہے تو پھر یاد رکھ موت کی گھڑی تک بھی کسی کو نہ بتلانا اور انھوں نے بھی جاننے کی کوشش نہیں کی۔ حضرت انسؓ بھی اس بات کے اس قدر پابند رہے کہ ساری زندگی اس بات کو سینے میں چھپائے رہے اپنی سخت ضعیفی کے زمانے میں اپنے شاگرد خاص حضرت ثابتؓ سے کہا کرتے تھے کہ اگر میں یہ بات کسی کو بتلانا چاہتا تو وہ تم تھے لیکن میں تم کو یہ بات نہیں بتاؤں گا (تاکہ حضورﷺ کے حکم کی خلاف ورزی سرزد ہونے نہ پائے۔)

بچپن میں حضرت انسؓ کے بال لانبے لانبے تھے ایک بار انھوں نے بال کٹوانے کا ارادہ کیا تو آپؓ کی والدہ اُم سُلیم غمیصا نے فرمایا کہ ان بالوں کو رسول کریمﷺ نے چھوا ہے۔ انھیں نہ کٹواؤ۔ حضرت انسؓ کو حضورﷺ سے اس قدر عقیدت و محبت تھی کہ انھوں نے طویل عرصہ تک ان بالوں کو نہ کٹوایا (غالباً"

حضورؐ کے ساتھ ۸ھ میں عمرہ ادا کرتے وقت یا حج کے موقع پر بضرورت مذہب انہیں کٹوایا گیا۔)

ایک بار حضورؐ حضرت انسؓ کے مکان پر تشریف لائے بی بی ام سلیمؓ نے حضورؐ سے درخواست کی کہ انسؓ کے لیئے دعا فرمائیے۔ حضورؐ نے دیر تک دعا فرمائی (جو غالباً آہستہ کی جاتی رہی) آخر میں یہ فقرہ ارشاد فرمایا "اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَدْخِلْہُ فِی الْجَنَّۃِ" (اے اللہ اس کو مال اور اولاد کی کثرت دے اور اس کو جنت میں داخل فرما) حضرت انسؓ اپنی ضعیفی کے زمانے میں فرماتے تھے دو باتیں تو پوری ہوئیں اب میں تیسری کا منتظر ہوں۔

انصار نے آنحضرتؐ کو بہت سے نخلستان بطور تحفہ پیش کیئے تھے جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کیئے۔ حضرت انسؓ کے کچھ باغ بھی حضورؐ کے پاس تھے جو آپ نے ام ایمنؓ کو عطا فرمائے تھے۔ حضرت انسؓ آئے تو ام ایمنؓ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر مُصر رہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ دیکھ کر حضرت انسؓ کو باغ کا دس گنا زیادہ عطا کیا۔

حضرت انسؓ بچپن میں بے حد تیز رفتاری سے دوڑتے ایک بار انہوں نے خرگوش کا پیچھا کر کے پکڑ لیا۔ گھر لے آئے تو حضرت ابو طلحہؓ نے اس کو ذبح

کر کے اس کا گوشت حضورؐ کی خدمت میں بطور تحفہ روانہ کیا۔ حضورؐ نے اپنے چھوٹے خادم کے معمولی تحفہ کو بھی بخوشی قبول فرمایا۔

حضرت انس بن مالکؓ اور آپ کے والدین اور دیگر قریبی رشتہ داروں نے رسول اللہؐ کے ساتھ تمام اہم جہاد و غزوات میں شرکت فرمائی رمضان ۲ھ میں جنگ بدر واقع ہوئی اس وقت حضرت انسؓ صرف گیارہ سالہ لڑکے تھے اسی لیئے جنگ میں شرکت سے روکے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت براءؓ اور حضرت انسؓ شہر سے بہت دور تک رسول کریمؐ کے لشکر کے پیچھے پیچھے روتے آرہے تھے اور جنگ میں شرکت کے لیئے اصرار کرتے تھے۔ بعض روایتوں میں ملتا ہے کہ حضرت انسؓ کو رسول کریمؐ کی شخصی خدمت کیلئے ساتھ لے لیا گیا تھا حضرت انسؓ کے والد حضرت ابو طلحہؓ اور دونوں ماموں حضرت حرام بن ملحانؓ، حضرت سلیم بن ملحانؓ رسول کریمؐ کے ساتھ شریک جنگ ہوئے اور مال غنیمت میں حصہ پایا۔

شوال ۳ھ میں جنگ احد واقع ہوئی اس جنگ میں حضرت انسؓ کی شرکت مسلمہ ہے انھوں نے جنگ کے واقعات اپنی احادیث میں بیان کیئے ہیں۔ البتہ اس بار بھی کم سنی کے سبب انھیں لڑائی کے کام پر نہیں لگایا گیا تھا البتہ دیگر کام تفویض ہوئے تھے۔ احد کے موقع پر حضرت انسؓ کی والدہ بی بی

اُمِ سُلیم رضؓ طبی امداد کے دستہ میں شامل تھیں اور بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ مشکیں بھر بھر کر میدان جنگ میں لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جنگ کے اس خطرناک موقعہ پر ان بی بیوں کا یہ خدمت انجام دینا ان کی بہادری کی واضح دلیل ہے۔

حضرت انس رضؓ کے چچا حضرت اَنس بن نضر رضؓ نے اس جنگ میں غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا جس وقت دشمن کے ایک خطرناک حملے نے اسلامی فوج کو منتشر کر دیا اور حضور صلعم کے شہید ہو جانے کی غلط افواہ پھیل گئی تو حضرت اَنس بن نضر رضؓ نے دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت عمر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ چند مہاجرین و انصار کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے ہیں۔ حضرت اَنس رضؓ بن نضر نے ان سے اس طرح بیٹھ رہنے کا سبب دریافت کیا۔؟ ان لوگوں نے جواب دیا رسول اللہ صلعم شہید ہو گئے ہیں۔ جس پر حضرت اَنس رضؓ بن نضر نے جواب دیا "پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ اٹھو اسی دین پر جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی اپنی جان قربان کر دیں" مزید فرمایا "اے میرے دوستو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو کیا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو زندہ ہے۔ وہ تو تمہیں شہید ہوا لہذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اس کی حمایت میں تم لڑو" یہ کہتے ہوئے حضرت اَنس رضؓ بن نضر لڑائی کے حصہ کی طرف دوڑے حضرت

سعد بن معاذ انصاری رضؓ سے ملاقات ہوئی تو ان کو مخاطب فرما کر کہا "کہاں جاتے ہو۔؟ جنت وہ ہے! خدا کی قسم میں اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں!" یہ کہکر نہایت جوش سے میدانِ جنگ میں داخل ہوئے اور اس دلیری سے مقابلہ کیا کہ تلواروں اور نیزوں سے ستر یا اسی زخم کھا کر شہید ہو گئے آپ کی بہن ربیع رضؓ بنت نضر نے انگلیوں سے لاش کی جنگ کے بعد شناخت کی۔

حضرت انس بن مالک کے والد حضرت ابو طلحہ رضؓ انصاری نے شجاعت اور بہادری کا غیر معمولی مظاہرہ کیا دشمن کے حملوں سے رسولِ کریم صلعم کو بچانے سینہ سپر تھے۔ دشمن کے تیروں کو رسول اللہ صلعم کے جسم پر گرنے سے بچانے اپنا جسم آگے بڑھا دیتے تھے۔ تلواروں کے اسقدر حملے اپنے ہاتھ پر روکے کہ ایک ہاتھ بالکل ناکارہ ہو گیا۔ دشمن پر اس قدر تیر برسائے کہ تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ جنگ کے دوران رسولِ کریم صلعم ایک گڑھے میں اتر گئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضؓ بھی آپ صلعم کے ساتھ اس گڑھے میں بیٹھ کر تیر چلاتے اور تھوڑا اونچا ہو کر نشانہ پر دیکھتے تھے۔ جب حضور بھی دشمن کی نقل و حرکت دیکھنے اونچا ہوتے تو ابو طلحہ رضؓ پکارتے "یا رسول اللہ آپ صلعم کے گلے سے پہلے میرا گلہ" (یعنی آپ اونچے نہ ہوں۔ میں خود دشمن کو دیکھ کر نشانہ لگا رہا ہوں۔ کہیں آپ صلعم کو نقصان نہ

پہنچ جائے۔ پہلے مجھے آپ پر قربان ہو جانے دیجئے پھر آپ ﷺ آگے بڑھیں)

جنگ اُحد کے ابتدائی حصہ میں جبکہ ابھی اسلامی فوج میں انتشار نہیں پیدا ہوا تھا عین لڑائی کے دوران بہت سے صحابہؓ پر نیند کا شدید غلبہ ہوا تھا۔ حضرت ابو طلحہؓ کا بیان ہے کہ "میں اُحد میں سر اٹھا کر دیکھنے لگا قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے جُھک گیا ہو"۔ حضرت اَنَس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں "ابو طلحہؓ نے کہا کہ یوم اُحد میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر شدید نیند نازل کی گئی یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی مرتبہ گری"۔ حضرت اَنَسؓ کے خالو حضرت عمرو بن قیس انصاریؓ (جو اُم حرام بنت ملحان کے شوہر تھے) لڑتے ہوئے شہید ہوئے آپ کے ماموں صاحبین حضرت حرامؓ بن ملحان اور حضرت سُلیمؓ بن ملحان بھی اس جنگ میں دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔

صفر ۴ھ میں جنگ بیر معونہ واقع ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت منذر بن عمروؓ کو ستر سواروں کے ساتھ بنی عامر کی طرف روانہ کیا کیونکہ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے چند قاری روانہ کرنے کی خواہش کی تھی۔ ان سواروں میں حضرت اَنَس بن مالک کے دونوں ماموں حضرت حرامؓ بن ملحان اور حضرت سُلیم بن ملحانؓ شریک تھے۔ یہ ساری جمعیت بیر معونہ نامی مقام پر مقیم ہوئی۔ سردار جمعیت نے حضرت حرامؓ بن ملحان کو رسول کریم ﷺ کا خط دے کر بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کے

پاس بھیجا۔ اس نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ان کو قتل کروا دیا۔ حضرت اَنَسؓ کا بیان ہے کہ حضرت حرامؓ بن ملحان نے بنو عامر کے لوگوں سے فرمایا تھا کہ تم مجھے امن دو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پہنچاؤں گا۔ انہوں نے امن دیا اور حضرت حرامؓ بن ملحان رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان فرما رہے تھے کہ ان کے مخاطبین نے کسی کو اشارہ کیا، جس نے ان کو نیزہ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ انہوں نے چیخ کر کہا "اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا" ابن طُفَیل نے بنو عامر کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کیا مگر وہ لڑنے راضی نہ ہوئے تو بنو سُلَیم کے قبائل کو آمادہ کیا اور انہوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا وہ سب لڑتے ہوئے شہید ہوئے صرف حضرت کعب بن زیدؓ بچ سکے جنہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے شہید ہوتے وقت اللہ کو پکار کر کہا تھا "یا اللہ۔ ہمارے نبی ﷺ کو ہماری طرف سے پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔

اس واقعہ کے ساتھ ہی جو مدینہ سے بہت دور پیش آیا تھا جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے جا ملے اور وہ ان سے راضی ہوا اور انہیں راضی کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان شہیدوں کے قبیلہ والوں سے فرمایا "تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں"۔ بہرحال اس طرح حضرت اَنَس بن مالکؓ کے دونوں ماموں نے بھی بیر معونہ میں شہادت پائی۔ حضرت اُم سُلیمؓ اور حضرت اُم حرامؓ

دونوں کے لیئے بھائیوں کی موت سخت صدمہ تھی اسی لیئے حضورؐ ہمیشہ ان دونوں خواتینؓ
کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حرامؓ بن ملحان قرآن مجید کے حافظ تھے اور اصحابؓ صفہ میں
شامل تھے جو رات کے وقت قرآن یاد کرتے اور باہم درس دیتے اور سیکھتے۔ دن کے
وقت پانی سینچ کے لاتے اور مسجد نبویؐ میں ذخیرہ کرتے اور جنگل جاکر لکڑیاں چن کر لاتے
اور شہر میں انھیں فروخت کر کے طالب علموں اور فقیروں کے لیئے غلہ خریدتے۔

ذی قعدہ ۵ھ میں حضورؐ نے حضرت عبدالمطلب کی نواسی حضرت
زینب بنت جحشؓ سے نکاح کیا یہ نکاح قرآن مجید کے حکم پر انجام پایا تھا جس
کا ذکر سورۂ احزاب میں موجود ہے۔ اس موقعہ پر حضرت بی بی ام سلیمؓ نے اپنے
صاحبزادے حضرت انسؓ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک
لگن ملیدہ تیار کر کے روانہ فرمایا اور عرض فرمایا" حضورؐ اس حقیر تحفہ کو قبول فرمائیں"
چنانچہ حضورؐ نے اس کو قبول فرماتے ہوئے دعوت ولیمہ ترتیب دی۔ اس دعوت
میں اس ملیدہ کے علاوہ روٹی اور سالن کا بھی انتظام تھا۔ مدعوئین کو بلالانے اور
کھلاکر رخصت کرنے کی ذمہ داری بھی حضرت انس بن مالکؓ کے سپرد تھی۔ دعوت
میں دیر ہوجانے کے سبب حضورؐ اپنی دوسری ازواج کے مکان پر ٹھیرے ہوئے
تھے جب سب لوگ جاچکے تو حضرت انسؓ حضورؐ کو بی بی زینبؓ کے مکان پر

بلالائے اور عین اسی وقت قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جن کے ذریعے پردہ کا حکم
نافذ ہوا۔

۶ھ میں حضورؐ نے کعبہ کی زیارت کے ارادے سے مدینہ تا مکہ سفر
اختیار کیا اس وقت آپؐ کے ساتھ چودہ سو صحابہؓ تھے اسی سفر میں بیعت رضوان
واقع ہوئی جس کے بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ یہ بیعت کرنے والے گویا
اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ چنانچہ ان بیعت کرنیوالوں میں حضرت انس بن
مالکؓ بھی شامل تھے۔ اس بیعت کے بعد صلح حدیبیہ ترتیب پائی ۷ھ میں صلح
حدیبیہ کی شرط کے مطابق حضورؐ نے دوبارہ مکہ کا سفر کیا، اس سفر میں حضرت انسؓ
اپنے والد حضرت ابوطلحہؓ کے ساتھ ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ اور حضورؐ کے ساتھ
بے حد قربت سے چل رہے تھے۔

۷ھ میں جنگ خیبر واقع ہوئی۔ اس سفر میں حضرت ابوطلحہؓ
انصاری کو اس بات کا فخر حاصل ہوا کہ وہ حضور کے ساتھ ایک ہی سواری پر تھے
جس وقت حضور کو ایک خصوصی اعلان جاری کرنے کی ضرورت پیش آئی تو یہ خدمت
بھی حضرت ابوطلحہؓ کے سپرد ہوئی۔ اس جنگ کے فوری بعد حضورؐ نے بی بی صفیہؓ
سے نکاح کیا حضرت بی بی ام سلیمؓ بھی لشکر اسلام میں موجود تھیں اس وقت دولہن
کو آراستہ کرنے کی خدمت بی بی ام سلیمؓ کو سپرد کی گئی۔

۷ھ میں جنگ خیبر کے بعد رسول کریمؐ کے سفیر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابیؓ تھے) جنھیں رسول کریمؐ نے مصر کے عیسائی بادشاہ مقوقس کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ مدینہ واپس آئے۔ مقوقس نے حضورؐ کے لیے بطور تحفہ دو خوبصورت مصری لڑکیاں جو حقیقی بہنیں تھیں یعنی بی بی ماریہ قبطیہ اور بی بی سیرین قبطیہ کو روانہ کیا۔ ان کے علاوہ حضورؐ کی سواری کے لیئے ایک خچر (جس کا نام دلدل تھا) اور ایک مصری گدھا (یعقور نامی) بھی بطور تحفہ بھیجا۔ ان لڑکیوں کی حفاظت کے لیئے ایک شاہی باڈی گارڈ بھی روانہ کیا گیا تھا۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے راستہ ہی میں ان لڑکیوں کو اسلام کی دعوت دی جسے ان خواتین نے قبول کرلیا اور مسلمان ہوگئیں۔ حضورؐ نے ان خواتین کو حضرت انسؓ بن مالکؓ کے گھر پر ٹھیرایا اور ان کی خدمت گزاری بی بی اُم سُلیم کے سپرد ہوئی۔ حضرت سیرین قبطیہؓ حضرت حسانؓ بن ثابت شاعر دربار رسالت کو عطا کی گئیں اور ان سے حضرت حسانؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو حضورؐ نے اپنی زوجیت میں داخل کرلیا جن سے حضورؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔

۸ھ میں فتح مکہ کی مہم پیش آئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد جنگ حنین واقع ہوئی۔ ان دو مہمات میں حضرت انسؓ بن مالکؓ رسول کریمؐ کے ساتھ شریک تھے۔ جنگ حنین میں حضرت ابوطلحہؓ نے غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ اس جنگ میں بھی

اُحد کی طرح اسلامی فوج میں کچھ دیر کے لیے انتشار آگیا تھا۔ اس وقت حضورؐ تنہا میدان کارزار میں ڈٹے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب　　　اَنَا ابنِ عَبدُ المُطَّلِب

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں　　　میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

بی بی اُم سُلیمؓ اپنے دودھ پیتے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن ابی طلحہؓ کو پیٹھ پر بٹھائے ہتھیار بند اس جنگ میں شریک رہنے کے ساتھ رسولِ کریمؐ کے آگے جنگی امور پر تجاویز پیش کر رہی تھیں حضورؐ نے اپنے سپاہیوں کی ہمت بڑھانے کے لیئے اعلان فرمایا تھا کہ جو بھی دشمن کے جتنے سپاہی مارے گا اُس کو اُس سپاہی کے کل ہتھیار و اسباب بطور انعام دیئے جائیں گے اس اعلان پر حضرت ابوطلحہؓ انصاری نے بیس دشمن ختم کرکے ان کا مال انعام میں حاصل کیا۔

۹ھ میں شراب کی ممانعت کے احکام نازل ہوئے تو حضرت ابوطلحہؓ انصاری نے جو شراب کے تاجر تھے اپنے کاروبار کا سارا ذخیرہ اور کُل سامان و برتن توڑ کر تباہ کرڈالے اور ہزارہا درہم کا نقصان بخوشی برداشت کرلیا۔ جب قرآن مجید کی آیت لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (تم ہرگز بھلائی نہیں پاسکتے جب تک کہ وہ چیز نہ خرچ کرو جو تم کو عزیز ہے۔) تو حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی ایک قیمتی زمین باغ مع کنواں جو بیرحا نامی مقام پر تھے اللہ

کی راہ میں وقف کر دیا۔ اس کنویں کا پانی بے حد شیریں تھا اور حضورؐ اس کنویں کا
پانی پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح جب ایک مسافر کے بارے میں حضورؐ نے
فرمایا "جو شخص اس شخص کی میزبانی کرے گا اللہ اس پر رحم کرے گا"

حضرت ابوطلحہؓ فوراً مسافر کو لے کر اپنے گھر آئے۔ گھر میں صرف
بچوں کے لیئے کھانے کا سامان تھا آپؓ نے اپنی بیوی حضرت ام سُلیمؓ سے فرمایا
بچوں کو خاموش سلا دو اور چراغ بجھا کر کھانا مہمان کے آگے رکھ دو۔ ہم بھی
فرضی طور پر منہ چلاتے ساتھ بیٹھیں گے غرض اس طرح مہمان کی تواضع کر کے
بچے بڑے سب بھوکے رہے۔ دوسرے دن حضورؐ نے بتایا کہ قرآن مجید کی آیات
ان کی تعریف میں نازل ہوئی ہیں۔

سنہ ۱۰ھ میں حضورؐ نے آخری حج ادا فرمایا اس وقت ایک لاکھ
مسلمان مرد و خواتین حضورؐ کے ساتھ شریک حج تھے۔ اس موقعہ پر منیٰ میں
حضورؐ نے اپنے سر کے بال ترشوائے اور صحابہؓ میں تقسیم فرمایا' سیدھی جانب کے
بال ایک ایک دو دو کے قریب ہر شخص کو عطا کیا اور بائیں جانب کے
سارے بال حضرت ابوطلحہؓ انصاری کو عنایت کیئے۔ اسی خصوصی عنایت پر
حضرت ابوطلحہؓ اس قدر مسرور ہوئے کہ گویا ساری دنیا کے خزانے مل گئے۔ اس
عنایت کے وقت حضورؐ نے فرمایا (یعنی پکار کر کہا) "ابوطلحہؓ کہاں ہیں؟"

جب حضرت ابوطلحہؓ تشریف لائے تو اپنی اس عنایت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت محمد
بن سیرین کا بیان ہے کہ یہ تقسیم سب سے پہلے حضرت ابوطلحہؓ سے شروع ہوئی۔
ایک اور بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے اس موقعہ پر حضورؐ نے جو تاریخی خطبہ
دیا تھا حضرت ابوطلحہؓ انصاری کے پاس تحریری طور پر محفوظ کروایا گیا تھا۔

سنہ ۱۱ھ میں بالآخر وہ دن آ گیا جس کا ڈر تھا۔ یہ وہ قیامت خیز دن
تھا کہ جن کے سینے اس غم کا بوجھ اٹھا سکے اس کی سختی بس ان ہی کے دل جانتے
تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے سخت مزاج اور طاقت ور قلب و ذہن رکھنے والے
بھی شدت غم سے اپنے پر قابو نہ پا سکے۔ جاں نثار رسولؐ حضرت ابوطلحہؓ خادم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ بن مالک اور خدمت گزارِ رسولِ
کریمؐ حضرت بی بی ام سُلیمؓ کا اس روز کیا حال ہوا ہوگا ـــ ہر شخص اندازہ
کر سکتا ہے۔

یہ وہ دن تھا کہ دنیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وجود سے محروم ہو گئی
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

حضرت انسؓ بن مالک فرمایا کرتے تھے کہ حضورؐ کی وفات پر ہر چیز
تاریک ہو گئی۔ حضورؐ کی تدفین کے لیئے مزار مبارک کی تیاری کا مسئلہ درپیش تھا۔

حضورؐ کو مدنی رواج پر بغلی قبر پسند تھی جس کے ماہر حضرت ابو طلحہؓ انصاری تھے۔ اور مکی رواج کے مطابق صندوقی قبر تیار کرنے کے ماہر حضرت ابو عبیدہؓ مہاجر تھے۔ چنانچہ اس فیصلے کے ساتھ دونوں بلائے گئے کہ جو پہلے آئیں اُن ہی کو یہ خدمت سپرد کی جائے اور اللہ نے یہ مبارک خدمت حضرت انس بن مالکؓ کے والد حضرت ابو طلحہؓ کی قسمت میں لکھی تھی کیونکہ اتفاقیہ وہ پہلے آگئے اور انھیں یہ خدمت سپرد کی گئی۔ بی بی عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں رسول کریمؐ کے اُس بستر کو اٹھا کر جس پر حضورؐ نے انتقال فرمایا تھا عین بستر کے نیچے لحد مبارک تیار کی گئی۔ غالباً حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی مدد کے لیے حضرت انس بن مالک کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جب حضورؐ کی تدفین کے بعد لوگ واپس آئے تو بی بی فاطمہ زہراؓ نے (شدت غم سے حسرت کے ساتھ) حضرت انسؓ سے فرمایا "کیا تم کو رسول اللہ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تدفین میں حضرت انسؓ بھی شریک تھے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے مزار میں دھوپ میں خشک کی ہوئی اینٹیں رکھ کر قبر کی سطح کو ہموار بنایا تھا۔ حضورؐ کو غسل دینے کا کام حضرت سیدنا علیؓ نے انجام دیا تھا۔ آپ کی مدد کے لیے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت قثم بن عباسؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ تھے۔ مزار کے

اندر اتر کر خدمت بھی ان ہی اصحاب نے کی۔ مزار کے باہر سب سے آخر آنے والے حضرت قثم بن عباسؓ بن عبد المطلب تھے۔

حضرت ابو طلحہؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضورؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی لیکن یہ حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ شام حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے چوتھے سال فتح ہوا اُس وقت تک وہاں کسی مسلمان کا سکونت اختیار کرنا خارج از بحث ہے البتہ حضرت ابو طلحہؓ ان مہمات میں شریک ہونے چلے گئے ہونگے جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں رومیوں کے خلاف روانہ کی گئی تھیں اس طرح آپ مسلسل جہاد میں شریک رہے ہونگے۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ کے انتقال کے وقت حضرت ابو طلحہؓ انصاری مدینہ میں موجود تھے۔ اپنی حیات کے آخری لمحات میں حضرت عمرؓ نے چھ ارکان پر مشتمل کونسل آف ایلکٹرس مقرر کی تو اس کونسل کا فوجی نگران حضرت ابو طلحہؓ کو مقرر کیا جنھیں فتنہ و فساد کی صورت میں کونسل کے معزز ارکان کو بھی قتل کر دینے کی ہدایت دی گئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں حضرت ابو طلحہؓ بالکل خانہ نشینی کی زندگی گزارتے رہے۔ سال تمام روزے رکھتے عید الفطر اور ایام تشریق میں روزے کی ممانعت کے سبب روزہ ترک کرتے۔ علم

حدیث میں آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی البتہ حدیث بیان کرنے میں سخت احتیاط برتتے اس لئے کل بیانوے (۹۲) احادیث کی روایت فرمائی۔

۵۱ھ م ۶۷۲ء میں ستر سال کی عمر میں ایک بحری جہاد میں شریک ہوئے دوران سفر میں (غالباً بحیرہ روم میں) انتقال ہوگیا۔ جنازہ جہاز ہی میں رکھا رہا چند روز بعد اہل جہاز کو ایک جزیرہ نظر آیا تو وہاں اتر کر تدفین عمل میں لائی گئی۔ تدفین کے وقت جنازہ کھولا گیا تو کئی دن گزر جانے کے باوجود بالکل سلامت تھا۔

حضرت انسؓ کی والدہ بی بی ام سلیمؓ غمیصا کا حال نبی کریمؐ کی وفات کے بعد کے دور میں مورخین نے بالکل نہیں بیان کیا۔ وہ گشتۂ غم رسولؐ تھیں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضورؐ کی وفات کے چند ماہ بعد ہی اپنے آقاؐ سے جا ملیں۔ جب تک زندہ رہیں طالبان علم آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث سیکھتے۔ ان طالب علموں میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے محدث اور مفسر صحابہؓ بھی شامل تھے جو حضرت انسؓ کے ہم عمر تھے۔

بی بی ام سلیمؓ کو حضورؐ نے دنیا میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ اور فرمایا تھا" میں جنت میں گیا تو مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کون ہے ؟ تو بتایا گیا۔ انسؓ کی والدہ غمیصاؓ بنت ملحان ہیں"۔

حضرت انسؓ کی خالہ حضرت ام حرامؓ کے ساتھ بھی حضورؐ کا برتاؤ

بے حد مشفقانہ تھا۔ آپ ان کے مکان پر جا کر کھانا طلب کر کے کھایا کرتے اور آرام فرماتے۔ ام حرامؓ کبھی آپ کی جوئیں دیکھا کرتیں۔ حضورؐ نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ ایک بحری جہاد میں شہید ہونگی ۲۸ھ میں امیر معاویہؓ حاکم شام کی طرف سے ایک بحری مہم جزیرہ قبرص بھیجی گئی جس میں اہم صحابہ حضرت ابو درداءؓ انصاری حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ام حرامؓ کے شوہر حضرت عبادہ بن صامتؓ شریک تھے۔ حضرت ام حرامؓ بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس جہاد پر گئیں۔ واپسی میں جہاز پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گر پڑیں اور انتقال کیا۔ جزیرہ قبرص ہی میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں حضرت انس بن مالکؓ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اس وقت ان کی عمر صرف بائیس سال تھی تقرر کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے تائید کرتے ہوئے فرمایا" انسؓ بہت ہوشیار شخص ہیں"۔ آپ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے ابتدائی برسوں تک اس خدمت پر فائز تھے۔

۱۶ھ میں عراق وایران کے مقام اتصال پر دریائے شط العرب کے کنارے عرب جنرل حضرت عتبہ بن غزوانؓ نے حضرت عمرؓ کی اجازت سے شہر بصرہ کی بناء ڈالی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ شہر تہذیب وثقافت کا اہم مرکز بن

گیا۔ نومسلموں کی کثیر تعداد اس شہر میں آباد ہونے کے سبب امیر المومنین حضرت
عمر بن خطاب نے ضروری خیال کیا کہ قانون اسلامی کی تشہیر و تدریس کے لیے چند
اہم علماء کو اس شہر میں متعین کیا جائے۔ ان علماء میں حضرت انس رضؓ بھی شامل
تھے۔ اس طرح حضرت انس رضؓ کا نیا وطن بصرہ قرار پایا جہاں آپ نے تقریباً چھپر
سال قیام کیا۔

اشاعت علم کے ساتھ ساتھ حضرت انس رضؓ مشرقی ممالک خاص
کر ایران کی ساسانی سلطنت کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے رہے۔ وہ بیک
وقت صاحب سیف و قلم تھے۔ عہد رسالت کی جنگوں میں تربیت پانے
کے سبب وہ ایک ماہر سپاہی بھی بن گئے تھے۔ علامہ شبلی الفاروق میں جنگ
خوزستان کے حالات میں معرکہ تستر کا ذکر لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ اس
جنگ میں حضرت انس رضؓ سوار فوج کے سردار اعلیٰ تھے۔ اس جنگ میں حضرت
انس رضؓ کے سوتیلے بھائی حضرت براء بن مالک رضؓ نے غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ
کر کے شہادت پائی تھی۔ جنگ کے دوران ایرانی جرنل ہرمزان گرفتار ہوا تو
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سپہ سالار نے حضرت انس رضؓ کی قیادت میں تین سو سوار
دیتے ہوئے آپ کی حراست میں ہرمزان کو امیر المومنین حضرت عمر رضؓ کے پاس
مدینہ روانہ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضؓ کے دور خلافت میں جب باغیوں نے مدینہ میں خلیفہ
کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اس کی اطلاع بصرہ پہنچی تو حضرت انس رضؓ نے دیگر صحابہ رضؓ
کی مدد سے ایک فوج حضرت امیر المومنین عثمان رضؓ کی مدد کے لئے روانہ کرنے کا
انتظام کیا لیکن اس امداد کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت عثمان رضؓ کی شہادت عمل میں آ گئی۔

امیر المومنین حضرت علی رضؓ کے دور خلافت میں جب بصرہ میں جنگ
جمل لڑی گئی تو حضرت انس رضؓ نے مکمل غیر جانبداری اختیار کی اور اس وقت
تک گھر سے باہر نہیں نکلے جب تک کہ جنگ کے حالات پوری طرح ختم نہ ہو
گئے البتہ آپ نے حضرت علی رضؓ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا۔

امیر معاویہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد واقعہ کربلا پیش آیا تو عبد
اللہ ابن زبیر رضؓ نے مکہ میں اور مختار ثقفی نے عراق میں اپنی اپنی حکومتیں بنی امیہ
کے خلاف قائم کیں۔ حضرت انس رضؓ نے پہلے مختار ثقفی کا ساتھ دیا۔ پھر ان کی موت
کے بعد عبد اللہ ابن زبیر رضؓ (جو حضرت ابو بکر صدیق کے نواسے تھے) کی خلافت تسلیم کی۔

عبد الملک ابن مروان کے دور حکومت میں ابن اشعث نے اموی
گورنر حجاج ابن یوسف کے ظلم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو حضرت انس رضؓ نے
ابن اشعث کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ جس پر حجاج آپ سے بگڑ گیا اور آپ کی
گردن پر گرم مہر لگوا کر داغ دیا تاکہ عوام میں آپ کی ہتک ہو۔ لیکن اس کی اطلاع

جب دمشق میں عبدالملک کو ملی تو وہ حجاج پر بے حد غصہ کرتے ہوئے خط لکھا کہ حضرت انسؓ سے معافی حاصل نہیں کی گئی تو سخت سزا دی جائے گی۔ مجبوراً حجاج بن یوسف کو آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحریری عفو نامہ حاصل کر کے عبدالملک کے پاس بھیجنا پڑا۔ بنی امیہ کے خلاف کی جانے والی تمام کوششوں سے حضرت انسؓ کو ہمدردی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ جب گورنر مدینہ تھے انہیں بھی ٹوکتے سے حضرت انسؓ باز نہیں آتے لیکن آخر میں حضرت انسؓ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی نیکی کا معترف ہونا پڑا۔

مشہور عرب جنرل محمد بن قاسم جس نے سندھ اور ملتان فتح کر کے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا آغاز کیا حضرت انسؓ کے دور میں بصرہ میں مقیم تھا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس سترہ سالہ کم سن جنرل نے حضرت انسؓ سے ملاقات کی ہو یا آپ کا دیدار کیا ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں ادھر ۹۲ھ م ۷۱۱ء میں حضرت انسؓ بن مالک کا انتقال ہوا۔ اور ادھر محمد بن قاسم نے سندھ اور طارق بن زیاد نے اسپین فتح کیا۔

ہندوستان اور یورپ کی اسلامی تاریخ اسی سال سے شروع ہوتی ہے جس سال کہ آخری بڑے صحابیٔ رسول حضرت انسؓ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضرت انسؓ کا خاص کارنامہ علم حدیث و فقہ کی خدمت ہے۔

چونکہ وہ عہدِ رسالت کے بچے تھے اسی لئے حدیث و فقہ کے ماہر صحابہؓ میں شمار ہوتے البتہ فقہ میں وہ دوسرے درجے کے ماہرین میں شمار ہوتے لیکن علم حدیث میں ان کا مرتبہ درجۂ اول کے صحابہؓ میں تھا۔ حدیث کی کثرت سے روایت کرنے والے صحابہؓ میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ ان سب میں حضرت انسؓ کی شخصیت ممتاز ہے۔ ۱۶ھ سے ۹۲ھ تک لگ بھگ پون صدی وہ علم حدیث و فقہ کی ترویج و اشاعت کا کام انجام دیتے رہے۔ آپؓ کی کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو چھیاسی ہے (۲۲۸۶) جب کہ بی بی عائشہؓ کی بیان کی ہوئی احادیث دو ہزار دو سو دس ہے (۲۲۱۰)۔ حضرت ابوہریرہؓ کی پانچ ہزار تین سو (۵۳۰۰) اور حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ کے سولہ سو تیس (۱۶۳۰) ہیں۔

حضرت انسؓ روایت حدیث کے مسئلہ میں باقاعدہ صاحبِ اصول تھے روایت بیان کرنے میں شدید احتیاط فرماتے حدیث بیان کرتے وقت گھبرا جاتے تاکہ کہیں ایک لفظ بھی زبان سے ایسا نہ نکل جائے جو خود رسول کریمﷺ نے نہ فرمایا ہو اور کل حدیث بیان کرنے کے بعد کذا و کذا (یعنی ایسا ہی جیسا کہ حضورﷺ نے فرمایا تھا) کے الفاظ کہتے۔ ان الفاظ کے کہنے کا مقصد یہ ہوتا کہ حضورﷺ کے

مفہوم کو بیان کر دیا گیا ہے چاہے الفاظ کا کوئی معمولی ردوبدل غلطی سے ہو بھی گیا ہو تو اللہ معاف کرے۔

اسی طرح حضرت انس رض نے ایسی احادیث کو بیان ہی نہیں کیا کہ جن کے سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہو بلکہ صاف صاف احکام والی احادیث ہی بیان فرمائی ہیں

ایسی احادیث جو آپ نے رسول کریم صلعم سے راست سنی تھیں اور ایسی جو آپ نے دیگر اصحاب رسول کریم صلعم سے سنی تھیں ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے تاکہ دونوں کا فرق قائم رہے۔

حضور کی صحبت میں تقریباً دس سال تک رہ کر آپ سے راست احکام سننے اور آپ کے اعمال کو غور سے دیکھنے کے علاوہ بڑے صحابہ رض جو عمر میں آپ سے بڑے تھے یا جنھیں زیادہ وقت رسول اللہ کے ساتھ گزارنے کا موقعہ ملا تھا احادیث معلوم کر کے یاد کرتے تھے ایسے صحابہ رض جو حضرت انس رض کے استاد بھی کہلا سکتے ہیں۔ حسب ذیل تھے:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رض ۲۔ حضرت عمر فاروق رض ۳۔ حضرت عثمان غنی رض ۴۔ حضرت عبداللہ ابن عوف رض ۵۔ حضرت ابی بن کعب رض ۶۔ حضرت ابوذر غفاری رض ۷۔ حضرت ابوطلحہ زید رض الانصاری ۸۔ حضرت معاذ بن جبل رض الانصاری ۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رض انصاری ۱۰۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہ رض الانصاری ۱۱۔ حضرت ثابت

بن قیس انصاری رض ۱۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رض وغیرہ۔ اسی طرح صحابیات میں ۱۔ حضرت بی بی فاطمہ زہرہ رض ۲۔ حضرت ام سلیم غمیصا بنت ملحان رض الانصاریہ ۳۔ حضرت ام حرام رض انصاریہ ۴۔ حضرت بی بی ام الفضل رض زوجہ حضرت عباس رض بن عبدالمطلب وغیرہ سے آپ نے احادیث سیکھ کر اُن سے روایت کی تھی۔ حضور صلعم نے مکہ معظمہ کے قیام کے دوران جو بھی احادیث و احکام ارشاد فرمائے ان کے بارے میں حضرت انس رض کو کسی سے پوچھ کر ہی جاننا تھا وہ حضور صلعم کی قبل مدینہ کی تیرہ سالہ زندگی سے ناواقف تھے۔ نیز مدینہ میں بھی وہ مخصوص اوقات میں حضور صلعم کی خدمت میں رہتے تھے اسی لئے باقی اوقات میں جو احکام ارشاد فرمائے گئے تھے وہ بھی حضرت انس رض کو پوچھ پوچھ کر دیگر اصحاب سے جاننا پڑا تھا۔

حضرت امام بخاری رح نے صحیح بخاری میں حضرت انس رض کی اسی (۸۰) احادیث اور حضرت امام مسلم رح نیشاپوری نے صحیح مسلم میں ستر (۷۰) احادیث درج کی ہیں۔

حضرت انس رض کی بیان کردہ ایک سو بیس (۱۲۰) احادیث ایسی ہیں کہ دیگر راویوں (یعنی احادیث بیان کرنے والوں) نے لفظ بہ لفظ ویسی ہی بیان کی ہیں۔

حضرت انس رض کو علم حدیث کی طرح علم فقہ میں خاص کمال حاصل تھا۔ قانون اسلامی میں آپ کی مہارت اس لئے بھی مسلمہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض نے قانون اسلامی کی تدریس و تشہیر کے لئے بصرہ میں مامور کیا تھا۔ رسول

اللہ کے بعد حضرت عمرؓ سے بڑھ کر صاحب صلاحیت افراد کو پرکھنے کا مادہ کس میں تھا
۔۔۔؟ حضرت عمرؓ نے جب حضرت انسؓ کو گورنری سے ہٹا کر درسگاہ علم رسول ﷺ کا معلم
بنایا تو سوچ سمجھ کر ہی بنایا تھا یہی حضرت انسؓ کی مہارت قانون کی سند ہے۔ بصرہ
میں حضرت انسؓ باقاعدہ درس فقہ دینے کے علاوہ فتاویٰ بھی دیتے تھے۔

مسائل قانون اسلامی پر آپؓ نے استفسارات کے جو جوابات دیئے تھے
وہ باقاعدہ ایک کتابی شکل میں محفوظ بھی کر لیئے گئے ہیں۔ سوالات کے جواب دیتے ہوئے
آپؓ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے علاوہ وقت، حالات اور مقام کا لحاظ کر کے
ایسا جواب عنایت فرماتے کہ جو عین اسلام بھی ہو اور عمل کرنے والوں پر گراں بھی نہ
ہو اور ہر شخص آسانی سے سمجھ جائے۔ مثلاً :

ایک بار حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول کریم ﷺ نے جوتا پہن کر
نماز ادا کی تھی ۔۔۔؟ تو فرمایا ہاں ۔۔۔ آگے وضاحت کی کہ جوتا پہن کر نماز پڑھنا
جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پاک صاف ہو اس پر نجاست لگی نہ ہو اور اگر کوئی
شخص نیا جوتا پہن کر نماز پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔

ایک شخص نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا مریض کس طرح نماز
پڑھے ؟ حضرت انسؓ نے فرمایا بیٹھ کر پڑھے اُسی طرح پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا اُس وقت

جب کہ آفتاب خوب روشن اور بلند رہتا تھا۔

ایک بار حضرت انسؓ دمشق تشریف لے گئے۔ آپؓ اونٹ پر سوار
رواں تھے اور اونٹ قبلہ رخ نہ تھا لیکن نماز کا وقت ہونے پر بغیر قبلہ رخ ہوئے
اونٹ کی پیٹھ پر نماز پڑھنے لگے۔ شاگردوں نے دریافت کیا آپؓ یہ کس طرح اور
کس طرف نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے جواب دیا اگر میں آنحضرت کو اس طرح نماز
پڑھتے دیکھا نہ ہوتا تو کبھی اس طرح نماز نہ پڑھتا۔

یہ سارے مسائل آج دینیات اور فقہ کے طالب علموں کے لیئے بے حد
آسان ہیں اور ہر طالب علم ان مسائل کو خوب جانتا ہے لیکن بہت کم لوگ جانتے
ہیں کہ یہ مسائل ہم تک حضرت انس بن مالکؓ کے ذریعے پہنچے ہیں اور وہ ہمارے
اور رسول کریم ﷺ کے درمیان واسطے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور صحابۂ عظام (جن
میں حضرت انسؓ بھی شامل ہیں) اور آپ دیگر اصحابؓ کے شاگردوں کے عمل کو دیکھ
کر یا ان سے سُن کر آئمہ فقہ نے عبادت کے مخصوص طریقے وضع کیے جو آج ساری
مسلم دنیا میں رائج ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت انسؓ کو نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا تھا
”میں نے ابن ام سُلیمؓ سے بڑھ کر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز
پڑھتے نہیں دیکھا“ (غالباً یہ واقعہ حضرت انسؓ کی ضعیفی کے دنوں کا ہے)

ایک بار ایک بزرگ نے دیکھا کہ حضرت انسؓ ایک چادر کو باندھے اور اُسی کو اوڑھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حالانکہ پاس میں ایک اور چادر بھی رکھی تھی۔

انہوں نے حضرت انسؓ سے پوچھا "آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں۔" آپؓ نے جواب دیا "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا" حضرت انسؓ حضورؐ کی سنت کی تقلید کی ہر طرح کوشش فرماتے بقرعید کے موقع پر حضورؐ دو جانور قربانی دیتے تھے۔ حضرت انسؓ میں اتنی استطاعت تھی کہ دو سو جانور کی آسانی سے قربانی کر سکتے لیکن سنت کی پیروی میں ہمیشہ صرف دو جانور کی قربانی کرتے۔ اپنے شاگردوں سے ملاقات کرتے اور فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ بیٹھے ہوتے اور حضورؐ تشریف لاتے لیکن ہم میں سے کوئی تعظیم کے لیے نہیں اٹھتا حالانکہ حضورؐ سے زیادہ ہمیں کون محبوب ہو سکتا تھا۔؟ حضورؐ کے وصال کے بعد ظاہری آنکھیں حضورؐ کو دیکھنے سے محروم ہو گئی تھیں۔ اکثر خواب میں زیارت سے مشرف ہوتے اور صبح میں رات کے واقعات کا ذکر کر کے رویا کرتے ایک بار حضورؐ کا حلیہ لوگوں سے بیان کر رہے تھے کہ حضورؐ کی یاد نے جوش کیا دفعتہً رونے لگے اور فرمایا کہ "قیامت میں حضورؐ کا سامنا ہو گا تو عرض کرونگا حضورؐ آپ کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے" آپ کی ہر مجلس ذکرِ رسول کریمؐ سے لبریز ہوتی۔

واقعات خدمت گزاری یاد آتے تو بے چین ہو جاتے حضورؐ کے جو آثار مبارک آپ کے پاس محفوظ تھے نکال کر زیارت کرتے اور دل کو تسکین دیتے۔

جن حاکموں کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ سنت کو پامال کر رہے ہیں تو ان کا خوف کیے بغیر جا کر انہیں ٹوکتے۔ عبداللہ ابن زیاد کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حوض کوثر کے بارے میں شک کرتا ہے تو فوراً گورنر ہاؤس پہنچے اور اسے حدیث کوثر سنا کر واپس ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے دورِ خلافت میں ان کے بھائی حضرت مصعب بن زبیرؓ عراق کے گورنر تھے۔ حضرت انسؓ کو اطلاع ملی کہ وہ ایک انصاری کو کسی سازش کے ضمن میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت انسؓ سیدھے امیر کے مکان پر پہنچے اور انھیں حدیث سنائی کہ حضورؐ نے انصار کے ساتھ خصوصی رعایت کرنے کی حاکموں کو وصیت کی ہے۔ ان میں کے اچھوں سے بھلائی کا اور بُروں سے درگزر کا برتاؤ کرنا چاہئیے۔ اس حدیث کا حضرت مصعب بن زبیرؓ پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ اپنے تخت سے اتر کر حضرت انسؓ کے آگے فرش پر اپنے گال رکھ دیئے اور کہا حضورؐ کا فرمان سر آنکھوں پر میں اُن انصاری کو چھوڑے دیتا ہوں۔

بنو امیہ کی حکمرانی کے زمانے میں آپ کو بڑے سے بڑا عہدہ مل سکتا

تھا۔ لیکن آپ نے اس کی کبھی خواہش نہیں کی۔ اس عدم خواہش کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عہدہ داری میں سنت رسول ﷺ کی پامالی کا ڈر تھا۔ آپ کے پیشے کے بارے میں صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ زراعت کیا کرتے بڑے شوق سے ایک باغ لگایا تھا حضور ﷺ کی دعا کا اثر تھا کہ اس باغ میں سال میں دو بار پھل آتے اور پھولوں سے مشک کی سی خوشبو مہکتی۔

آپ کی وفات اور عمر کے تعلق سے مورخین نے متضاد بیانات دیئے ہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ ایک سو تین سال کی عمر میں ۹۲ھ ۷۱۱ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔

چند ماہ سے بیمار رہنے لگے تھے۔ انتقال سے کچھ دیر قبل اپنے شاگرد رشید حضرت ثابت بنانیؒ سے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیں۔ حضرت ثابتؒ نے حکم کی تعمیل کی اور اس کے کچھ لمحے بعد انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غسل کے بارے میں وصیت فرمائی تھی کہ حضرت محمد بن سیرینؒ غسل دیں اور حضور ﷺ کا ایک عصا (جو آپ کے پاس محفوظ تھا) آپ کے جنازے کے ساتھ قبر میں رکھ دیا جائے۔ حضرت محمد بن سیرینؒ اس زمانے میں جیل میں تھے۔ انھیں کاروبار میں دیوالیہ ہو کر قرضداروں کا قرض ادا نہ کرسکنے کے سبب جیل ہوگئی تھی۔ حضرت انسؓ کی وصیت کی اطلاع

حاکم شہر کو دی گئی تو وہ خصوصی طور پر رہا کئے جا کر اس خدمت پر مامور ہوئے اور اپنے عظیم استاد کے جنازے کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ وصیت کے مطابق حضور ﷺ کا عصا حضرت انسؓ کے پہلو اور ہاتھ کے درمیان کرتے میں رکھ دیا گیا۔ اور حضرت انسؓ اپنے محبوب آقا ﷺ کی اس یادگار کو سینہ سے لگائے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ نماز جنازہ بھی حضرت محمد بن سیرینؒ نے پڑھائی اور بعض بیان کرتے ہیں کہ قطن بن مدرک کلابی نے پڑھائی شہر بصرہ کے مضافات میں موضع طف میں جہاں آپ کا مکان تھا اس کے قریب ہی دفن کیے گئے۔

محترم ڈاکٹر یوسف الدین صاحب سابق صدر شعبہ مذہب و ثقافت جامعہ عثمانیہ کا بیان ہے کہ ۱۹۵۱ء میں جب وہ حضرت انسؓ کے مزار پر حاضر ہوئے تو مزار خستہ حالت میں تھا۔ اس علاقہ کو آج کل انسیہ کہا جاتا ہے جہاں حکومت عراق کا ایک فوجی کیمپ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کا ایک اعجاز یہ بھی تھا کہ حضرت انسؓ نے کثیر اولاد پائی۔ اسی (۸۰) لڑکے اور دو لڑکیاں (حفصہ اور ام عمرو) تھیں انتقال کے وقت بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو بیس کے قریب تھی اور سب صاحب علم اور صاحب زر ہوئے۔ حضرت انسؓ اپنے بیٹوں، لڑکیوں اور سب پوتوں کو خود

درس دیتے، صاحبزادیوں کو درس حدیث میں بیٹھنے کی اجازت تھی۔ اولاد کو تیر
اندازی کی مشق کرواتے ضعیفی میں اپنے نشانے کی مہارت دکھا کر انھیں بھی شوق
دلاتے۔

حضرت انسؓ سے اُن تمام علماء نے درس حاصل کیا تھا جو بصرہ میں سکونت
رکھتے۔ اس کے علاوہ مدینہ کوفہ دمشق اور مصر (جہاں علوم اسلامی کی عظیم درسگاہیں
اور علماء تھے) کے طالب علم بھی طویل سفر اختیار کر کے بصرہ آکر حضرت انسؓ سے
علم حاصل کرتے۔ حضرت انسؓ کے وجود سے بصرہ سارے عالم اسلام میں مینارۂ نور
بنا ہوا تھا۔ بصرہ خلیج فارس میں ایک ایسے موڑ پر واقعہ ہے جہاں سے جہاز ایران۔
سندھ۔ گجرات۔ کالی کٹ۔ سیلون اور چین تک جایا کرتے۔ اسی طرح حضرت انسؓ
کے فیض یافتہ یا آپ سے ملاقات کا شرف پا کر تابعیت کا درجہ پانے والے اور اُن
کے شاگرد رفتہ رفتہ سارے مشرقی ممالک میں پھیلتے گئے اور مشرق کی دنیا آپ کے پھیلائے
ہوئے نور سے منور ہوتی اور حضرت عمرؓ کی کرامت کا ثبوت بنتی گئی جنہوں نے حضرت انسؓ
کو نظم و نسق ہٹا کر مسند درس پر بٹھایا تھا۔

حضرت انسؓ کے شاگردوں کی تعداد دو چار نہیں بلکہ لاکھوں میں تھی۔
آپؓ کے فرزندوں اور پوتوں کو تو آپ نے رسول کریمؐ کا علم اچھی طرح سے پلایا ہی
تھا لیکن دیگر اصحاب میں سے چند نامور شاگرد حضرت امام محمد باقرؒ (حضرت امام

حسینؓ کے پوتے) حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت حمید طویلؒ، حضرت ثابت بن
اسلم بنانیؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، انس بن سیرینؒ اور حضرت امام زہریؒ وغیرہ
تھے۔ حضرت محمد بن سیرینؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد تھے۔

حضرت انسؓ کے خاص شاگردوں میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ
خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آج دنیا میں صوفیاء کے جو اہم سلسلے موجود ہیں حضرت
خواجہ حسن بصریؒ اُن کے امام اور مرشد اعلیٰ ہیں۔ وہ بلاشبہ سرتاج اولیاء تھے۔

حضرت انسؓ سے انہیں جو تعلق تھا اس کا اندازہ اسی بات سے کیا جا سکتا
ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے والد یسار حضرت انسؓ کی پھوپھی بی بی ربیعؓ بنت نضر کے زر
خرید غلام تھے۔ بی بی ربیعؓ بنت نضر جنگ اُحد میں رسول کریمؐ کے ساتھ موجود تھیں۔
حضرت یسار کی شادی حضورؐ کی زوجہ محترمہ ام المومنین بی بی ام سلمہؓ کی کنیز کے ساتھ
کی گئی تھی اور ان دونوں سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سنہ ۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ام
المومنین ام سلمہؓ نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو امہات
المومنینؓ اور صحابہؓ کی کثیر تعداد کو اپنے اطراف پایا اور ان سے اکتساب علم کیا۔ آپ نے
امیر المومنین حضرت سیدنا علیؓ اور سیدنا امام حسنؓ سے خاص فیض حاصل کیا تھا۔

بصرہ میں علم و حدیث کی تعلیم سیدنا انس بن مالکؓ سے حاصل کی۔ آپ حضرت انسؓ
کے صاحبزادوں حضرت ربیع بن انسؓ وغیرہ کے استاد تھے اور حضرت انسؓ کے شاگرد بھی

آپ سے اکتساب کیا کرتے تھے۔ ۱۱۲ھ میں شہر بصرہ میں انتقال کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ
کے بعد حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی شخصیت بصرہ میں سب سے زیادہ ممتاز تھی۔

حضرت انسؓ کے دوسرے اہم شاگرد حضرت امام محمد بن سیرینؒ تھے۔ حضرت محمد
بن سیرینؒ کے والد حضرت سیرینؒ حضرت عمر بن فاروقؓ کے دور خلافت میں ایران کی جنگوں
میں سے ایک جنگ میں گرفتار ہو کر حضرت انسؓ کے حصہ میں آئے اور غلام بن گئے۔ حضرت
سیرینؒ کی شادی حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر کی کنیز بی بی صفیہؓ سے کی گئی۔ یہ شادی تاریخ
اسلام کی یادگار شادی تھی جس میں دولہن کو آراستہ کرنے کا کام تین امہات المومنینؓ نے انجام
دیا تھا اور اٹھارہ بدری صحابیؓ نکاح کی تقریب میں شریک تھے۔ اور اس جوڑے کیلئے دعائے
خیر فرمارہے تھے۔ حضرت محمد بن سیرینؒ اس مقدس جوڑے کی اولاد تھے اور ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ
کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے جنھیں بیک وقت سیدنا ابوبکر صدیقؓ، بی بی عائشہؓ اور حضرت
انسؓ کے گھر کا علم ملا تھا۔ حضرت انسؓ نے محمد بن سیرینؒ کی اپنی اولاد کی طرح تربیت کی تھی بلکہ
اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حضورؐ اور اکابر صحابہؓ سے جو علم پایا تھا حضرت محمد بن سیرینؒ کو
عطا کیا چنانچہ حضرت محمد بن سیرینؒ اس درجہ کے عالم ہوئے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت
امام شعبیؒ ان سے علم حاصل کرنے حاضر ہوتے۔ حضرت انسؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے
جنازے کو محمد بن سیرینؒ ہی غسل دیں چنانچہ یہ مبارک خدمت انہوں نے ہی انجام دی۔ محمد بن
سیرینؒ کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

حضرت انس بن مالکؓ کے تیسرے بڑے شاگرد حضرت ثابت بن اسلمؓ بنانی تھے
حضرت انسؓ کو ان سے بھی خاص انس و محبت تھی۔ حضرت ثابتؓ علم حدیث کے بڑے
حافظ تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ ہر شئے کی ایک کنجی ہوتی ہے ثابتؓ خیر کی کنجی
ہے۔ وہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ ایک روز انہوں نے حضرت انسؓ سے پوچھا
"آپ نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چھوا تھا" تو آپ نے فرمایا "ہاں"
تو انھوں نے عرض کیا اپنا ہاتھ بڑھایئے میں اُسے چوموں گا۔ حضرت انسؓ کے
دیگر شاگردوں میں ابن شہاب محمد بن مسلم زہریؒ بھی تھے۔ جو عام طور پر امام زہری
کے لقب سے موسوم ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے آپ سے بھی استفادہ کیا تھا
خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہا کرتے تھے کہ ابن شہاب سے زیادہ علم حدیث
جاننے والا باقی نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دورِ خلافت ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ
گزرا ہے۔ خود خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب مدینہ کے گورنر تھے حضرت انسؓ
سے بہت ہی مختصری سہی لیکن شاگردی کا شرف حاصل کیا تھا۔ حضرت انسؓ نے
انھیں نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ سکھایا تھا اور اس کے بعد تعریف بھی کی تھی
کہ حضورؐ کے دور کے بہت عرصہ بعد ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملا
کہ نماز میں حضورؐ کی امامت کا سا لطف آیا۔

حضرت انس بن مالکؓ کے تیسرے بڑے شاگرد حضرت ثابت بن اسلم بنانیؒ تھے
حضرت انسؓ کو ان سے بھی خاص انس و محبت تھی۔ حضرت ثابتؓ علم حدیث کے بڑے
حافظ تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ ہر شئے کی ایک کنجی ہوتی ہے ثابتؓ خیر کی کنجی
ہے۔ وہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ ایک روز انہوں نے حضرت انسؓ سے پوچھا
"آپ نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چھوا تھا" تو آپ نے فرمایا "ہاں"
تو انھوں نے عرض کیا اپنا ہاتھ بڑھایئے میں اُسے چوموں گا۔ حضرت انسؓ کے
دیگر شاگردوں میں ابن شہاب محمد بن مسلم زہریؒ بھی تھے۔ جو عام طور پر امام زہری
کے لقب سے موسوم ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے آپ سے بھی استفادہ کیا تھا
خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کہا کرتے تھے کہ ابن شہاب سے زیادہ علم حدیث
جاننے والا باقی نہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا دورِ خلافت سنہ ۹۹ھ تا سنہ ۱۰۱ھ
گزرا ہے۔ خود خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جب مدینہ کے گورنر تھے حضرت انسؓ
سے بہت ہی مختصر ہی سہی لیکن شاگردی کا شرف حاصل کیا تھا حضرت انسؓ نے
انھیں نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ سکھایا تھا اور اس کے بعد تعریف بھی کی تھی
کہ حضورؐ کے دور کے بہت عرصہ بعد ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملا
کہ نماز میں حضورؐ کی امامت کا سا لطف آیا۔

مولفؒ کی آئندہ مطبوعات

- سیرۃ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
- سیرۃ حضرت عبد الرحمٰن ابن عوفؓ
- سیرۃ حضرت حذیفہ بن یمانؓ
- سیرۃ حضرت معاذ بن جبلؓ
- سیرۃ حضرت زید بن ثابتؓ
- سیرۃ حضرت سعد بن معاذؓ
- سیرۃ حضرت سعد بن عبادہؓ
- سیرۃ حضرت خالد ابن ولیدؓ

ملنے کا پتہ :-

حضرت ابوہریرہ اکیڈمی

بیت المدینہ، 5-9-106 باغ عام روڈ
حیدرآباد، آندھرا پردیش